

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز نظام عشر اور شیعہ سنی تفریق

نظام زکوٰۃ کے بعد اب حکومت اگلے ماہ سے عشر آرڈیننس پر عمل پیرا ہو رہی ہے۔ عام مسلمانوں اور علماء نے ان اقدامات کو اسلامی نظام کی طرف کچھ تو ٹٹلی پیش رفت سمجھ کر سراہا اور رائج نظام میں فقہی اور شرعی خامیوں کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ یہ توقع بھی قائم رکھی کہ رفتہ رفتہ یہ نقصان بھی دور ہوتے چلے جائیں گے مگر ان اقدامات میں ایک معاملہ ایسا ہے جس سے صرف نظر کرنا اور اس میں تسامح اختیار کرنا نہ صرف یہ کہ علماء کے لئے دین و ایمان کا ضیاع ہے بلکہ یہ خاموشی آگے چل کر اس ملک کے ۹۷ فیصد سنی مسلمانوں کے دین و ایمان کو دنیا کے معمولی مفادات کی وجہ سے الحاد و زندقہ کی بھینٹ چڑھا دینے کا ذریعہ بن سکتی ہے ہم اس ملک کی یکجہتی کے قائل ہیں مذہبی فرقہ واریت ہو یا سیاسی انارکی یا ابن الوقت خالص آزماؤں کی طوائف الملوک کی ہم اسے ملک کی بربادی کا ذریعہ سمجھتے ہیں موجودہ حالات میں موجودہ حکومت کا ساتھ بھی (اور وہ بھی صرف مشوروں اور کلمہ حق کے اظہار کی حد تک) صرف اسی جذبہ خیر خواہی اور الدین النصیحة کی بنیاد پر دے رہے ہیں۔ ایسا کرنے میں ہم نے نہ تو حکومت سے اپنے دین و ایمان کا سودا کیا ہے اور نہ اپنے شعور و احساس اور ضمیر کو ارباب اقتدار کے کسی حقیر مادی مفاد کے عوض گروی رکھا ہے۔ اس معاملہ میں کسی مفاد کے لئے دست طلب بڑھانا تو بڑی بات و سائنط استعارات و تلمیحات کے پردوں میں بھی کوئی حقیر سی مطلب برآری اور حسن طلب جیسا کوئی انداز بھی آبروئے دین و قناعت کی موت ہے، اگر کوئی متاع دین و ملت کی اس سوداگری کا مرتکب ہوتا ہے تو حکومت کا حق ہے کہ ایسے ضمیر فروشوں کے قلب و نظر اور زبان و قلم پر تاسے لگائے لیکن اگر کسی نے ان ڈیڑھ سالوں میں کسی بھی لمحہ بلا خوف و مہمہ لائے۔ علی رؤس الاشہاد اعیان سلطنت کے سامنے اور بھرے ایوان میں دین اور ملت کے مفاد کی بات میں مہمہ نہ نہیں کی اور نہ کسی کی خوشی یا ناگواری کو درخور اعتنا سمجھا ہے تو آج کی فرصت میں ارباب اقتدار اس گزارش کو بھی اخلاص و خیر خواہی پر محمول کریں اور اپنے اس خیر خواہ کو یہ کہنے سے نہ روکیں۔ کہ زکوٰۃ کے بعد اب عشر کے نفاذ میں بھی شیعہ حضرات کو مقتضی قرار دینا نہ تو اس ملک و ملت کی خیر خواہی ہے نہ ملک کی رعایا کی عظیم اکثریت سنی مسلمانوں کے ساتھ انصاف ہے، یہ معاملہ صرف چند ٹکوں کے دینے نہ دینے کا نہیں بلکہ چند ٹکوں کی خاطر مسلک اور مذہب بارے میں رہنے کا ہے۔ ہمارے لاکھوں ان پڑھ دیہاتی زمیندار مسلمانوں کو مذہب کی تبدیلی (خواہ وہ فارمولوں کی حد تک ہو) کے دینی و ملی نقصانات اور آئندہ اس کے

عراق و عراق کا احساس نہیں ہوتا اور وہ کسی بھی مالی واجبات کی ادائیگی کی خاطر اپنا مذہب غلط ظاہر کر سکتے ہیں اب اگر حکومت کو نفاذ اسلام کے سلسلہ میں اقدامات بھی صرف وہی کرنے ہیں جس میں کچھ دینے کی بجائے لینا ہی لینا ہو اور جو یہاں کی سنی اکثریت کے قادیانی، شیعہ اور آغا خانی بننے کا ذریعہ بنتے جا رہے ہوں۔ اور بس تو خدا را اس پٹار کو اب بند کر دیجئے جس کے نتیجے میں یہ ملک آگے چل کر جو بھی رہے گا رہے گا ایک سنی مسلمان سٹیٹ نہیں رہے گا۔

ہم یہ باتیں آج سے نہیں کہہ رہے بلکہ جب بھی اور کسی بھی حکومت نے تدبیر و فراست سے غامی الیہ اقدام کیا ہم نے اظہار حق کو اپنا فرض منصبی سمجھ کر آواز بلند کی بھڑکے دور حکومت میں شیعہ حضرات نے علیہ تعلیمی نصاب کا مسئلہ اٹھایا اگر ہم میں فرقہ واریت ہوتی تو اس مطالبے کا خیر مقدم کرتے کہ علیحدگی کی راہ بالآخر سنی مسلمانوں کے عظیم مفاد کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ مگر ہم نے قومی اسمبلی میں نہایت شد و مد سے یہ مسئلہ اٹھایا، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے اس مسئلہ پر بار بار تحریک التوازی پیش کی اور ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ اس فیصلہ کی تباہ کاریوں کے بارے میں تقسیم کئے گئے پھر موجودہ صدر پاکستان نے اسلام آباد میں علماء کو نشست طلب کیا تو راقم الحروف اور دیگر علماء کرام نے صدر محترم کو اعیان سلطنت کی موجودگی میں حدود و تعزیرات کے نفاذ میں تفریق کے نقصانات سے آگاہ کیا اور یہ کہ ایک نظریاتی سٹیٹ کیلئے ایسا کرنا کتنا تباہ کن ہے۔ پھر ۲۳ جون ۱۹۸۲ء کو بجٹ اجلاس کی مبسوط تقریر میں نفاذ عشر کے معاملے میں شیعہ سنی تفریق کی ہلاکت آفرینیوں پر ایران کو متوجہ کر دیا گیا کہ اس طرح حکومت خود فکری یگانگت اور فرقہ وارانہ یکجہتی کو پاش پاش کر رہی ہے۔ اور یہ کہ اس طرح سنی مسلمانوں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ فارم ڈیکلیر کرتے وقت اپنے کو شیعہ ظاہر کریں۔ اور یہ کہ ایران سمیت پوری دنیا کی کسی نظریاتی مملکت میں ایسے دو گونہ قوانین کی مثالیں موجود نہیں ہیں۔ اگر ملک کا کوئی طبقہ ہر نافذ ہونے والے نئے قانون سے خود کو الگ مھلک کرتا رہا تو یہ صورت حال آگے چل کر خود اس کے حق میں خطرناک ہوگا۔ اگر کوئی طبقہ جرم و سزا کے قوانین اور فراسن اور ذمہ داریوں کی ادائیگیوں میں ملک کی عظیم اکثریت سے تو اپنے آپ کو الگ رکھنا چاہتا ہے کہ اس کے لئے تو حکومت عادلہ کا انتظار ہے۔ مگر حقوق و مفادات اور مراعات و مناصب کو مال غنیمت سمجھ کر اس کی روٹ کھسوٹ میں دس قدم آگے رہتا ہے تو کیا یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ وہ اسی معاملہ میں ایک اسلامی سٹیٹ سے دارالحرب جیسا سلوک کرتی ہے کہ کھاؤ پیو اور حساب مت دو، یہ رویہ بالآخر کسی ملک کی اکثریت کو اپنی حق تلفی کا احساس دلا دلا کر اپنے حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔

اگر ہمارے یہ دوست پیاک لازم میں بھی اپنے کو اسی طرح ایک الگ کیٹگری سمجھتے رہے اور جبکہ یقیناً

ان کی تعداد آٹے میں نمک سے بھی کم ہے تو انہیں خود سوچنا چاہئے کہ دنیا کی کسی بھی دینی یا لادینی نظریاتی یا سیکولر اسٹیٹ میں کوئی اقلیت اکثریت کو مسلسل ناراض کر کے مافیت اور اطمینان سے رہ سکتی ہے؟ سنی مسلمان ان معاملات میں نہایت فراخ حوصلہ اور وسیع الطرف ہیں۔ اور حکومت تو ماشاء اللہ کیا کہئے وہ تو فرائض کے مظاہرہ میں اپنی عظمت و وقار اور بین الاقوامی پڑھنو کو بھی بالائے طاق رکھ دیتی ہے۔ وہ سنی اور سنی علماء کو تو شب و روز اتحاد دیکھتی ہے و غط سناتی ہے مگر خود دوسرے طبقوں کے غالی سے غالی لیڈروں اور روحانی اماموں کی خاطر داری ہمان نوازی اور خاطر مدارات کے وہ وہ تماشے دکھاتی ہے کہ اہل دین و دانش سرپیٹ کر رہ جاتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ پورا ملک ان لوگوں کی مشنری سرگرمیوں کا میدان بنا ہوا ہے۔ مگر دل ہی دل میں کڑھتے رہتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ اس مملکت خداداد کا حساس ترین شمال مغربی سرحدی علاقہ جو بیک وقت بھارت، روس اور چین کی سرحدات نے گھیر رکھا ہے، ان لوگوں کی تگ و تاز کی آماجگاہ بنا ہوا ہے مگر وہ اندیشوں اور وسوسوں کے اس طوفان میں خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتے ہیں۔

بہر کیف یہ ایک قصہ طولانی ہے، بات عشر کی چل رہی ہے۔ وفاقی مجلس شوریٰ کے حالیہ اجلاس منعقدہ فروری ۱۹۸۳ء میں ایک بار پھر نظام عشر کا مسودہ زیر بحث آیا تو، فروری کو میں نے اپنی مخلصانہ گزارشات کو دوبارہ شدومد سے دہرایا کہ خدا را احوال عامہ اور پبلک لاز میں تفریق کو اختیار نہ کیا جائے اس طرح ہم سنیوں کو اپنا مسلک بدلنے کا راستہ بنا دیں گے، جو الحاد و زندقہ ہے۔ جب زکوٰۃ اور عشر سے بچنے کیلئے کوئی سنی زمیندار اور اس کے زیر اثر کاشتکار شیعہ ہونے کا ڈیکلریشن داخل کر دیں گے تو کل یہی فارم اس بات کی دلیل بنیں گے کہ شیعوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے۔ چنانچہ یہی ہونا تھا اور اب پنجاب کے دور دراز علاقوں اور دیہات سے ثقہ علماء کے ذریعہ خبریں آرہی ہیں کہ سنی زمینداروں کے پورے چک اور دیہات عشر سے بچنے کیلئے خود کو شیعہ ظاہر کر رہے ہیں۔ (گو ایسے مفاد پرست لوگ نہیں سمجھتے کہ اگر تفریق و علیحدگی کا یہ سلسلہ اپنے تکمیل تک پہنچا تو انہیں کتنے نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا اور بالآخر جب شیعہ قوانین اور واجبات لاگو ہوئے تو ان لوگوں کو کھانٹے کے اس سودے کا احساس ہوگا مگر واپسی کا راستہ یہ خود مسرود کر چکے ہوں گے۔)

بہر حال یہ ایک تشویش ناک صورتحال ہے جو سنی مسلمانوں اور ان کے تمام علماء کو بلا لحاظ مسلک خواہ دیوبندی ہوں۔ بریلوی یا اہلحدیث دینی مسئولیت کی بنا پر دعوتِ فکر دے رہی ہے۔ اس لئے کہ یہ اہل سنت کے ایمان و مذہب کے محافظ ہیں۔ اگر کوئی ان حقائق کے اظہار سے چڑتا ہے۔ تو ہزار بار چڑے۔ اگر حکومت اور اسکی بیوروکریسی نام نہاد روشن خیالی مگر درحقیقت احساس کہتری کی رو میں بہہ کر ہمیں اس جرم میں وار پر چڑھاتی ہے تب بھی ہم سب کا فرض منصبی ہوگا کہ اہل سنت و الجماعت کو رخص و سبائیت کے گڑھے

نقش آغاز

۵

میں کو دینے سے بچانے کی تدبیر کریں۔ یہاں معاملہ شیعہ برادری کی بدخواہی یا نفرت و عناد کا نہیں نہ ان سے ہمیں کوئی سروکار ہے۔ اگر حکومت کے کسی اقدام سے اہل سنت کے دین و ایمان کو خطرہ لاحق ہوگا تو تمام مسلمانوں کو اور اگر کوئی حکومت ملک میں اسلامی نظام کیلئے مخلص ہے تو خود اس کا بھی اولین فریضہ ہوگا کہ ایسے خطرات کا انسداد کرے جس سے نفاذ اسلام کی کوشش سبوتاژ ہو سکتی ہو۔ صاف اور کھلی بات ہے کہ اگر کسی طبقہ یا گروہ کو موجودہ نظام عشر و زکوٰۃ سے اختلاف ہے تو اس پر اس کے مساوی ٹیکس لگا دئے جائیں یا خراج یا پھر انہی کے مسلک کے مطابق مالی و زرعی واجبات جسکی شرح موجودہ شرح عشر و زکوٰۃ سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔ یہاں ہم شیعہ حضرات کے تعلیم یافتہ اور جہانزیدہ روشن خیال طبقہ سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس صورتحال کا اپنے مفاد میں ٹھنڈے دل سے جائزہ لیں۔ اور اس راہ پر چلنے کے جو نتائج و عواقب خود ان کے حق میں ظاہر ہو سکتے ہیں اُسے سوچیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو انشاء اللہ وہ خود ہماری تائید کریں گے اور اپنے پیشہ ور تعصب و جہود کے علمبردار مذہبی فسطائیت کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔

واللہ یقول الحق وهو یہدی السبیل

مکیع الحی

★

بقیہ جہاد افغانستان از صفحہ ۸

مولانا جلال الدین حقانی :- روسی دشمن نے مسلسل آٹھ ماہ تک ہمارے منطقہ پر حملہ آور ہو کر زور آزمائی کی، آخر چپا ہو گیا، ہمارے پاس جہازوں کے مقابلہ اور ان کو مار گرنے کا کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس راکٹ نہیں ہیں، افغان فوجی جو مجاہدین کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں وہ بھی اپنے ساتھ راکٹ نہیں لاسکتے وجہ یہ ہے کہ روسی فوج ایسے اسلحہ کو اپنے کنٹرول میں رکھتی ہے اور افغان فوج پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کرتی۔ دروں میں جو اسلحہ بک رہا ہے۔ یہ بھی مجاہدین ہی کا مال غنیمت ہے۔ میدان جنگ میں جب مجاہدین ٹینکوں کے مقابلہ میں مصروف کار ہوتے ہیں۔ اور ان کو اپنے تصرف میں لیتے ہیں تو بعض چور قسم کے لوگ نیچے درجہ کا اسلحہ لے بھاگتے ہیں اور یہاں دروں میں آکر بیچ دیتے ہیں۔

حضرت الشیخ :- افغان مجاہدین اسلام کا ایک مضبوط قلعہ اور سرحد ہیں اگر یہ سرحد نہ ہوتی تو آج پاکستان میں بھی دین اور دین کا نام لینے والا کوئی فرو نہ ملتا، خدا تعالیٰ اپنے دین کا آپ محافظ ہے۔ اب خدا تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کا کام آپ سے لے رہا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَہِ لِحَافِظُونَ
الآیۃ